نصابی کتب سے دینی مواد کا اِخراج

جناب ڈاکٹر شہزاد اقبال شام

خطرناک مضمرات

مرسلہ: میر اَفسر اَمان، کالم نگار، اسلام آباد

ملک کے تعلیمی نصاب سے اسلامیات کو بے دخل کرنے کے مختلف واقعات پاکستان میں رونما ہوتے رہے ہیں۔ سیکولر سوچ رکھنے والی حکومتیں بھی اس میں استعمال ہوتی رہی ہیں۔ بیرونی فنڈنگ سے چلنے والی این جی اُوز اور اُن کے بیرونی آقاؤں کی مدد سے پاکستان کے تعلیمی نظام کو اس کی اصل ''اسلام'' سے ہٹا کر سیکولرزم کی طرف پھیرنے کے واقعات سامنے آتے رہتے ہیں۔ عدلیہ کے مقرر کردہ ایک کمیشن کی رپورٹ سے تعلیمی نظام کے متعلق ایک پریشانی سامنے آئی ہے۔ ہمارے دانشور' موجودہ سپریم کورٹ سے درخواست کرتے ہیں کہ اس نازک مسئلے کو کوئی درست سمت دیں۔ اسی سلسلے میں ڈاکٹر شہزاد اقبال شام صاحب نے ایک تجزیہ پیش کیا ہے، جو قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

ڈالر دینے والے ممالک اور ادارے اپنی پالتو این جی او، ان کے خوشہ چینوں اور دیگر چہیتے ''ریاستی افراد'' کو گھیر گھار کر اس نقطے پر لے آئے ہیں، جس کا نتیجہ رہی سہی، مذہبی ہم آہنگی کے انہدام کی شکل میں نکل سکتا ہے، جسے کوئی سمجھ دار مسلمان ہرگز پسند نہیں کرتا۔ مذہبی اقلیتوں کے وہی شہری حقوق ہیں جو مسلمانوں کے ہیں۔ یہ ہم مسلمانوں کو اسی طرح عزیز ہیں جیسے اپنے دیگر مسلمان بھائی بند۔ کیا مقتدر حضرات یہ نکتہ سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ معصوم اقلیتی آبادیوں کے جان و مال کو داؤ پر لگانے کی تیاریاں مکمل ہیں؟

سپریم کورٹ کا گزشتہ فیصلہ اور موجودہ صورتِ حال

چیف جسٹس تصدق حسین جیلانی اپنے فیصلے کے ذریعے ۹۶ فی صد مسلمانوں کی راہ میں جو کانٹے

آئین، قانون اور قرارداد کی قوت

حکومتوں کو احکام جاری کرتے وقت جسٹس جیلانی نے جن دلائل کا سہارا لیا، ان میں سے ایک اقوامِ متحدہ کی قرارداد مجریہ ۱۹۶۶ء ہے: ''ہر کسی کو فکر، اِدراک اور مذہب کی آزادی ہے۔ اپنے مذہب یا عقیدے کی پیروی کرنے، مشاہدے، عمل اور فروغ دینے اور اُس کی تعلیمات عام کرنے کی آزادی ہے۔'' پھر جج صاحب ۱۹۸۱ء کی اقوامِ متحدہ کی ایک اور قرارداد سے روشنی لیتے ہیں۔ قارئین اتنے بے بہرہ نہیں ہیں کہ وہ آئین، قانون اور قرارداد میں فرق نہ کر سکیں، لیکن اس سلسلے کو نہ روکا گیا تو کل کوئی جج ۱۹۴۸ء کی اقوامِ متحدہ کی کشمیر پر قرارداد کی بنیاد پر حکومت کو مقبوضہ کشمیر پر چڑھ دوڑنے کا حکم دے دے گا۔ مجھے تو یہ کچھ پڑھ کر اختلاجِ قلب ہونے لگا ہے۔

جسٹس تصدُّق حسین جیلانی کے اس فیصلے پر ہماری جامعات کے صرف لاڈیپارٹمنٹ ہی نہیں، متعدد دیگر ^ بھی اپنے طلبہ کو تحقیق پر لگا سکتے ہیں، لیکن فی الوقت موجودہ محترم چیف جسٹس سے گزارش ہے کہ اس فیصلے پر نظرِ ثانی کا کوئی ایسا قابلِ اطمینان بندوبست کریں، جس سے مسلمان اورا Ö دونوں مطمئن ہوں۔ ان دونوں کو نصابِ تعلیم سے کوئی شکایت نہیں ہے، یہ آپ آئندہ سطور میں پڑھیں گے۔ شکایت ہے تو ڈالرخوروں کو اپنے ڈیڑھ پاؤ گوشت کی خاطر ۲۲ کروڑ عوام کی بھینس ذبح کر دینے والوں کو اور ملک میں کسی نہ کسی بہانے افراتفری بپا رکھنے والوں کو ہے۔

موجودہ نصاب پر اقلیتی آراء

راقم اور دیگر بہت سے لوگوں پر دَمکتے سورج کی طرح یہ بات عیاں ہے کہ نصاب میں موجود اسلام اور اسلامی تعلیمات اقلیتوں کو نہ صرف قبول ہیں، بلکہ وہ اس حق میں ہیں کہ نصاب علیٰ حالہ رہنا چاہیے۔ اس دعوے کی بنیاد اقلیتوں کے نمائندہ ادارے ''پاکستان مائنارٹی کمیشن'' کے چیئرمین جناب چیلا رام کا وہ بیان ہے، جس میں انہوں نے واشگاف الفاظ میں سڈل کمیشن کی سفارشات مسترد کر دیں۔ اقلیتوں کی طرف سے سپریم کورٹ کے اندر کھڑے ہو کر انہوں نے کہا کہ موجودہ نصابِ تعلیم بہت مناسب ہے اور ہمیں قبول ہے۔

اب اکیسویں صدی کے اس عہدِ جمہوریت میں کیا کسی برادری کے نمائندہ افراد کی بات قابلِ قبول ہوگی؟ یا ایک غیر متعلق ریٹائرڈ شخص کی آراء قبول کرنے پر اقلیتوں کو مجبور کیا جائے گا؟ ایسے شخص کی آراء جو اپنی پولیس کمیونٹی کا بھی وفادار نہیں ہے۔ یاد دلانا مناسب ہوگا کہ کوئی چھ ماہ قبل سندھ پولیس کے آئی جی کے غائب ہونے پر ۳۰، ۳۵ افسران نے استعفے دے دیئے تو اپنی کمیونٹی کے بارے میں

موصوف کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

''ان سب افسران کے خلاف مقدمات کھولے جائیں، ان کو سائیڈ لائن پر کرکے رینجرز سے شوآف پاور کرایا جائے، یہ دو دن میں ٹھیک ہوجائیں گے۔ یہ رشوت کے بغیر دو دن گزارا نہیں کرسکتے، ان کی ایسی کی تیسی۔''

اب جس شخص کی وفاداری اپنے ادارے سے نہ ہو، اس سے آپ کچھ بھی توقع کرسکتے ہیں، لہٰذا ایک رکنی سڈل کمیشن کی سفارشات پر کسی کو تعجب نہیں ہونا چاہیے۔

جناب چیلا رام کے بیان کے باوجود مجھے تسلی نہیں ہوئی کہ سرکاری ادارے میں شاید وہ لوگ ہوتے ہیں، جو سرکار کے قریب ہوں۔ یہ سوچ کر میں نے مذہبی اقلیتی آبادی کے قدآور رہنماؤں سے رابطہ کیا کہ وہ وفاقی وزارتِ تعلیم کے اس نصاب پر کیا رائے رکھتے ہیں؟ ان افراد سے میرا سوال یوں تھا: ''نئے متفقہ نصاب کے مضامین اُردو، مطالعہ پاکستان، تاریخ اور انگریزی میں نعت، حمد، اللہ، رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)، خلفائے راشدینؓ اور اسلامی تعلیمات پر مبنی نصاب پر کیا آپ کو بحیثیت اقلیتی راہنما کوئی اعتراض ہے؟'' سوال کے جوابات جو حاصل ہوئے، وہ من وعن آپ کی نذر ہیں:

۱:- جناب ڈاکٹر سونو کھنگھارانی

ڈاکٹر کھنگھارانی صوبہ سندھ کے معروف شہر مٹھی میں مقیم ہیں۔ پاکستان دلت سالیڈیرٹی نیٹ ورک کے کنویز ہیں۔ موصوف جنوبی ایشیا کے معروف ادارے ''ایشین دلت رائٹس فورم'' کی ایگزیکٹو کمیٹی کے پاکستان سے ممبر ہیں۔ آپ ''انٹرنیشنل دلت سالیڈیرٹی نیٹ ورک'' کے بورڈ میں پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے اس بورڈ کے ممبر ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ۳۰ لاکھ غیر مسلموں کے نمائندہ ہیں۔ انہیں ''نشانِ امتیاز'' بھی مل چکا ہے۔ میں نے اپنا سوال اُن کے سامنے رکھا، جس کا جواب انہوں نے تفصیل اور جامعیت کے ساتھ دیا۔ اس ایک سوال کے جواب میں انہوں نے پندرہ منٹ صرف کیے۔ خلاصہ تین نکات میں تھا، جسے دُہرا کرکے میں نے اپنے الفاظ کی تصدیق کرائی، انہوں نے تین نکاتی نقطۂ نظر بیان کیا۔ ان کے فوری الفاظ یوں تھے: ''یہ (سفارشات) تعصب پر مبنی ہیں۔'' مذکورہ سوال پر ان کا جواب ملاحظہ ہو:

۱:- پاکستان مسلمانوں نے بنایا تھا، لہٰذا اس کی ۹۷ فی صد آبادی کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی خواہشات کے مطابق اپنا نظامِ تعلیم مرتب کرے، ہم غیر مسلموں کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ ضرور ہے کہ غیر مسلم اقلیتوں کے لیے نفرت انگیز مواد نہیں ہونا چاہیے۔

۲:- تقسیم ہند کے بعد اقلیتوں کو یہ اختیار مل گیا تھا کہ وہ پاکستان میں رہیں یا ہندوستان

میں، کیونکہ یہ ملک اسلام کے نام پر مسلمانوں نے بنایا تھا۔ اس اختیار کو استعمال کرتے ہوئے لاکھوں لوگ ہندوستان ہجرت کر گئے۔ اب یہاں رہ جانے والے غیر مسلم یہ حقیقت قبول کر کے یہاں مقیم ہیں کہ ہم نے اکثریتی آبادی کے ساتھ رہنا ہے اور اکثریتی آبادی کو ملکی نظام اپنی خواہشات پر ترتیب دینے کا حق حاصل ہے۔ ہمیں اور لاکھوں افراد پر مشتمل ہماری اقلیتی آبادی کو اس نصاب پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

۳:- ہم تو ویسے بھی مسلمانوں کی طرح اپنے مُردے دفناتے ہیں۔ اللہ، رسول، ان شاء اللہ، اللہ حافظ اور ایسے متعدد الفاظ ہماری روزمرہ زندگی کا حصہ ہیں۔ اسلام، اسلامی تعلیمات اور تاریخِ اسلام کا مطالعہ ہماری اپنی ضرورت ہے۔ ہم جس ملک میں رہ رہے ہیں، اس ملک کا نظام اگر ہماری اولادیں نہیں جانیں گی تو مسلمانوں کو سمجھیں گی کیسے؟ سائیں! اپنے بچوں کو سعودی عرب اور خلیجی ریاستوں میں ملازمتوں کے لیے بھیجنے سے پہلے ہم خود انہیں اسلام اور اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرتے ہیں، تاکہ دوسرے ملک میں انہیں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ اسلامی تعلیمات سے آگاہی خود ہماری اپنی ضرورت ہے۔ موجودہ نصاب سے ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

۲:- جناب گنپت رائے بھیل (مدیر دلت ادب)

ڈاکٹر کھنگھارانی ۳۰ لاکھ شیڈولڈ کاسٹ آبادی کے سیاسی راہنما اور دانشور ہیں۔ سیاسی راہنما کا زاویۂ نگاہ یقیناً عوامی اُمنگوں کا آئینہ دار ہوتا ہے، لیکن اس رہنمائی کو اگر تعلیم وتعلّم کا پیوند لگ جائے تو اس میں بے پناہ وزن پیدا ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے جس اگلے غیر مسلم راہنما سے رابطہ کیا، وہ جناب گنپت رائے بھیل تھے۔ موصوف اپنے زمانۂ طالب علمی میں میجر خورشید قائم خانی سے متاثر ہوئے، جنہوں نے فوج سے مستعفی ہوکر اپنی زندگی دلت برادری کے لیے وقف کردی تھی۔ میجر صاحب نے ایک سندھی جریدہ دلت ادب جاری کیا تو گنپت رائے ان کے نائب مدیر رہے۔ ان کی وفات پر رائے صاحب مدیر ہیں، پیشے کے لحاظ سے استاذ ہیں اور مٹھی میں پڑھاتے ہیں۔ بھارتی دستور کے آرکیٹکٹ ''ڈاکٹر امبیدکر'' کی سوانح عمری ''ڈاکٹر امبیدکر کی زندگی کی جدوجہد'' از سعید شاہ غازی الدین کا آپ نے سندھی ترجمہ کیا۔ آپ قلم وکتاب تک محدود نہیں، بلکہ ۲۰۱۳ء-۲۰۱۹ء تک سندھی جریدے سندھ ایکسپریس میں باقاعدگی سے لکھتے رہے۔

نصابِ تعلیم کے حوالے سے میں نے اپنا سوال ان کے سامنے رکھا تو انھوں نے تفصیل سے جواب دیا۔ ان کی گفتگو سوال کی حدبندی سے باہر تو ہوئی، لیکن سوال اور نصاب سے باہر وہ نہیں گئے۔ نصاب کی نسبت سے تو انھوں نے شروع ہی میں دوٹوک کہہ دیا کہ ہم ۳۰ لاکھ غیر مسلموں کو اس پر کوئی

اعتراض نہیں ہے۔اُردو، تاریخ، مطالعہ پاکستان، انگریزی کسی بھی مضمون میں اسلام اور اسلامی تاریخ کا نصاب میں ہونا ضروری ہے۔ان کی گفتگو بھی تین نکات کا احاطہ کرتی تھی:

۱:- ۹۷/۹۰ فی صد آبادی کے اس مسلمان ملک میں اسلام کسی بھی شکل میں پڑھایا جائے، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

۲:- گنپت صاحب کو شکوہ تھا کہ شیڈولڈ کاسٹ برادری کے راہنما اور شیڈولڈ کاسٹ فیڈریشن کے صدر جوگندر ناتھ منڈل نے کانگریس کی ہندو قیادت کو چھوڑ کر اپنے ۲۱ ساتھیوں اور چار سرکردہ اینگلو انڈین کے ہمراہ مسلم لیگ کا ساتھ دے کر تحریکِ پاکستان میں شرکت کی، لیکن تاریخ میں صرف مسلم لیگ کا بیانیہ پڑھایا جاتا ہے۔ضروری ہے کہ ہمارے ان رہنماؤں کا ذکر بھی نصابی کتب میں کیا جائے کہ انہوں نے مسلم لیگ کا ساتھ دے کر تحریکِ پاکستان میں بھرپور حصہ لیا تھا۔

۳:- جناب گنپت رائے نے یہ کہہ کر مجھے حیران کردیا کہ اُردو، انگریزی، تاریخ اور مطالعہ پاکستان کے نصاب میں اگر اللہ، رسول، نعت، حمد، اور تاریخ پاکستان آتے ہیں (جن سے غیرمسلم بچے ویسے بھی مستثنیٰ ہیں کہ وہ یہ چیزیں یاد کریں) تو اعلیٰ مسیحی تعلیمی اداروں میں کیا مسلمان بچے مسیحی مناجات اور مسیحی دُعائیہ کلمات میں شریک نہیں ہوتے؟ دُور نہیں کراچی کے سینٹ پیٹرسن میں دیکھ لیں، میری بات کی تصدیق ہوجائے گی۔

.....❁.....❁.....❁.....❁.....